SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, February 01, 1999

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty four minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والذین یجتنبون کبٰئر الاثم والفواحش و اذا ماغضبواھم
یغفرون ہ والذین استجابوا لربہم و اقاموا الصلوۃ وامرھم
شورٰی بینہم و مما رزقنٰھم ینفقون ہ والذین اذا اصابھم البغی
ھم ینتصرون ہ وجزؤا سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا و اصلح
فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظٰلمین ہ

سورہ شورٰی آیت ۳۷ تا ۴۰۔

ترجمہ: اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں ۔ اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں ۔ اور جو مال ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۔ اور جو ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم و زیادتی ہو تو مناسب طریقے سے بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ تو اسی طرح کی برائی ہے ۔ مگر جو درگزر کرے اور معاملے کو درست کردے تو

اس کا بدلہ اللہ کے ذمے ہے - اس میں شک نہیں کہ وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا -

جناب چیئرمین- جزاک اللہ - leave applications -

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین- ملک عبدالرؤف ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۲۶تا ۲۸ جنوری ۹۹ء اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے- لہذا انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں -

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین- ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ صاحب بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پرگزشتہ ۹۲ ویں اجلاس کے دوران شرکت نہیں کرسکے - لہذا انہوں نے ایوان سے اس کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں -

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین- جناب جمیل الدین عالی صاحب مورخہ ۲۸ اور ۲۹ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے - لہذا انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں-

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین- جناب عباس سرفراز خان ۲۶ تا ۲۹ جنوری اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے - لہذا انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں -

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین- قاضی محمد انور صاحب ۲۹ جنوری اور آج یعنی یکم فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے - لہذا انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں -

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین- جناب سرانجام خان اسلام آباد سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ ۲۸ اور ۲۹ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے ۔اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین- حافظ فضل محمد ذاتی مصروفیات کی بنا پر یکم تا ۲ فروری اجلاس میں شرکت نہیں کرسکتے ۔ لہذا انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی درخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین- جناب پرویز رشید صاحب ۲۹ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے ۔ لہذا انہوں نے اس تاریخ کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین- ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر یکم تا ۲ فروری اجلاس میں شرکت نہیں کرسکتے ۔ لہذا انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین- جناب جاوید مینگل صاحب نے حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین- اچھا جی ۔ موشن ہے ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ صاحب کا، وہ تو آج آئے ہی نہیں۔

آوازیں ۔آئے ہیں ۔ آ رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔جی مگر ان کا بھی 15th amendment Bill ہے ۔ نہیں یہ 15 کیسے ہو گیا یعنی دونوں 15 کیسے ہو گئے ۔ جی حئی صاحب اس میں کیا کرنا ہے جناب ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جی اگر اجازت ہو تو پڑھ لوں اس کو ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ پہلے move ہو چکا ہے یا ہونا ہے for the consideration یعنی move ہو چکا ہے ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ Move ہو چکا ہے جناب ۔

جناب چیئرمین ۔ Move ہو چکا ہے ۔ further consideration تو اس میں کیا کرنا ہے ۔

سید اقبال حیدر ۔ اس کو ریفر کریں کمیٹی کو ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جی جناب یہ تو move ہو چکا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔Move ہو چکا ہے ۔ کیوں جی کیا کرنا ہے اس پر ۔ جی میاں یٰسین خان وٹو صاحب یہ Bill ہے ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ صاحب کا to amend the Constitution

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ جناب اگر آپ اس سے آگے والے آئٹم لے لیں لاءمنسٹر صاحب ابھی تشریف لانے والے ہیں ۔ تو وہ پھر اس کے بارے میں بتا دیں گے اور پھر نکال لیتے ہیں اس کی صورت کچھ ۔

جناب چیئرمین ۔ چلیں ابھی انتظار کر لیتے ہیں ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ یہ جتنے لاء سے متعلق ہیں bills کے بارے میں معاملات ہیں یہ میں عرض کروں گا کہ لاءمنسٹر صاحب کے آنے پر لے لیں جناب ۔

جناب چیئرمین ۔ یہ سارے Drug Amendment Act آگے آرہا ہے ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ جی Drug والا ہے ۔

سید اقبال حیدر ۔ سر یہ Drug amendment والا مختلف ہے اس کا لاءمنسٹر

صاحب سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو ۔ جناب ابھی لاءمنسٹر صاحب آنے والے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ چلیں ابھی آ جاتے ہیں ۔

سید اقبال حیدر ۔ اس کا ان سے تعلق نہیں ہے sir مخدوم ہاشمی صاحب --

جناب چیئرمین ۔ نہیں جی لے لیں پانچ منٹ کے بعد لے لیں گے I think

سید اقبال حیدر ۔ لیکن سر اگر ان Bills پر discussion نہیں ہوئی تو پھر آپ نے --

جناب چیئرمین ۔ نہیں جی ہو گا جی کیوں نہیں ہو گا ۔ We are just waiting وہ کہہ رہے ہیں کہ لاءمنسٹر صاحب آ جائیں گے ۔ اگر نہ آئے پندرہ بیس منٹ تک تو we will take it up easily اچھا جی ۔ اس کے بعد ہے جی ۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: I want to bring to your notice something very important Sir.

جناب چیئرمین ۔ جی فرمائیے ۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: Sir, other business is still pending

بات یہ تھی سر کہ مشاہدحسین صاحب نے یہاں ایک تقریر کی تھی پریس کی بارے میں پریس پر جی انہوں نے تقریر کی یہاں پر جی جنگ کے بارے میں ۔

جناب چیئرمین ۔ کس نے جی ؟

جناب بشیر احمد مٹہ ۔ مشاہدحسین صاحب نے جی ، انفارمیشن منسٹر صاحب نے ۔

جناب چیئرمین ۔ جی ، جی ۔

جناب بشیر احمد مٹہ ۔ تو انہوں نے یہ impression دیا کہ وہ پریس کے ساتھ تعلقات خوشگوار بنائیں گے ۔اور بعض ایسی چیزیں جو پریس نے کلیم کی تھیں اور انہوں نے کہا تھا کہ یہ انہوں نے نہیں کہیں ۔ انہوں نے deny کیا سیف الرحمان صاحب کے بارےمیں ۔وہ اب جبکہ

چند دن گزر گئے ہیں تو ایسے نظر آتا ہے کہ اس کی بجائے کہ گورنمنٹ اس جنگ کو سرد کرے اس پر کچھ پانی ڈالے اس پر تو آگ ڈالی جارہی ہے۔ بلکہ پریس کی oppression زیادہ ہو گئی ہے آج پاکستان ایسے نظر آتا ہے کہ the press is not only being gauged, but it is being strangulated. You see, ذرا جی آپ ! just bear me out, don't guide me all the time please.

Sir, we expected that good sense will prevail with the Government because Pakistan is getting a bad name, not only in the country but outside also, in the comity of nations. So the best course would have been that some atmosphere of accommodation and amity should be created. But we see, that the press is being arm-trwisted because they have now decreased the quota of newsprint of the Jang Group. There have been people who have been threatening senior editors of the NEWS, particularly, the Lady Editor, Maliha Lodhi, has been threatened. She has been abused over the telephone and she has appealed to the whole nation that some protection should be given to her.

Now, if the Government, the Interior Minister is busy, everything is lost on the poor man. He is here, but he does not take note of what I am saying. I don't know whether he even understands it. It is his responsibility to give protection to the press. If there is an Ehtesab Commissioner, who has been appointed to carry out the Ehtesab, and he has extended his tentacles to spheres which don't belong to him, then it is his business to muzzle him and to control him and if he cannot control his Ehtesab man and he is battling and threatening and oppressing the whole nation, then he should resign as an Interior Minister. It is his duty. What duty he is performing? If I am threatened by somebody and I report to him and he just pretends no concern, then where will the people of this country go? First they will come to the government and if the government will

not give them the remedy, then they will go to the courts.

But you know sir, the other day the courts have admonished the Attorney General. The Supreme Court, I believe, told the Attorney General that because of your incompetence, you have increased our labour, our work. So everything cannot be taken to the court. Something has to be taken to the government and something to the court of the people, to the court of parliament. Now, in this parliament, he coolly displayed the cool sense and gave the impression that every thing will be alright. But we see that things are going from bad to worse. And now, in these few days, this lady editor Maleeha Lodhi has been threatened. Khyber Mail office has been attacked in broad day light. Their furniture has been smashed and they have been threatened sir. No body has taken any action. And then other two papers "*Aman* and *Parcham*" they have also been attacked. Now, if this thing continues, are we going to drift into anarchy, are we going to constitute a law of jungle in this state. If the government will abdicate its own responsibility, then, where will things go sir. They will go to a very serious and grave end. We have seen other countries sir, suffer from chaos and anarchy. Why that anarchy and chaos has occured there because the government has been stat, irresponsible and unconcerned. And therefore, I draw the attention of the government very forcefully to this fact that it is his responsibility to safeguard or at least not to demolish the 4th pillar of the state. If the 4th pillar of the state will be demolished, the democracy will not survive in this country.

We are at a very serious juncture now in the history of this country. May be, other things can be mended but if you demolished the press, you cannot revive it very soon. We have had a very long martial law after that the

press has gradually come into its own. Now, we have a civilian government but still it cannot tolerate the freedom of the press. So, as a protest sir, Mr Mushahid Hussain has spoken of a committee, very generously he has offered to form a committee. Where is that committee? We don't hear anything about that committee. So, it means that he was just throwing dust into our eyes. And the government, having failed in its responsibility to maintain the freedom of the press and having an atmosphere of extreme oppression in which journalists cannot function, we, the opposition, will walk out of this House as a protest in support of the freedom of the press.

(At this moment the Opposition walked out).

جناب چیئرمین- اچھا جی - راجہ محمد ظفر الحق صاحب آپ کی عدم موجودگی میں دیکھیں واک آؤٹ بھی ہو گیا -

راجہ محمد ظفر الحق - کس بات پر واک آؤٹ ہوا ہے -

جناب چیئرمین- وہ اس بات پر کہ وہ کہتے ہیں کہ چند دن پہلے یہاں پر "جنگ" اخبار پر بحث ہو رہی تھی تو مشاہد حسین صاحب نے کہا تھا کہ ہم کوشش کریں گے کہ اخبار کے درمیان اور حکومت کے درمیان حالات بہتر ہوں - وہ کہتے ہیں کہ حالات اور خراب ہو گئے ہیں اور وہ جو انہوں نے جس کمیٹی کا ذکر کیا تھا- اس کمیٹی کا بھی پتا نہیں چل رہا ہے یعنی آزادی صحافت کے حق میں انہوں نے واک آؤٹ کیا ہے-

راجہ محمد ظفر الحق- لیکن وہ کمیٹی تو دونوں طرف سے ہونی تھی -

جناب چیئرمین- بہر حال مشاہد صاحب بھی نہیں ہیں اور وزیر قانون بھی اگر بلا لیے جائیں تو بہت اچھا ہے - وزیر تعلیم صاحب آج نہیں ہیں تو پھر 8 نمبر بھی defer ہے - تاج صاحب آپ کے ساتھی واک آؤٹ کر گئے ہیں اور آپ یہاں بیٹھے ہیں - واپس آ گئے ہیں - ابھی آ جاتے ہیں ، in the meantime چوہدری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں we will take up item No. 9 تا کہ کوئی تو کام ہو جائے - This is the resolution by several members Aitzaz

Ahsan, Syed Abid Hussain Al-Hussaini. میر نبی بخش صاحب، بہت سے حضرات ہیں ان کی جانب سے resolution ہے۔ جی جواد ہادی صاحب آپ کا resolution ہے۔ جی جواد ہادی صاحب۔

سید محمد جواد ہادی۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ ایک گزارش ہے اس resolution کے سلسلے میں جو کہ میں نے پیش کی تھی اور اس پہ ان دوستوں نے دستخط کئے تھے لیکن جب اس کو table کیا گیا ہے تو اس میں میرا نام ہی نہیں ہے، میرا نام ہی اڑا دیا گیا ہے اس کا کیا مقصد ہے۔

جناب چیئرمین۔ اور یہ دیا بھی مجھے آپ ہی نے تھا۔

سید محمد جواد ہادی۔ جی ہاں میں نے آپ کو دیا تھا۔

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے وہ آپ کا نام پڑھ نہیں سکے ہوں گے۔

سید محمد جواد ہادی۔ آپ ذرا دیکھیں کہ کتنا واضح لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین۔ جواد صاحب اس میں آپ کا نام ہے۔ چوتھی لائن میں آپ کا نام ہے، انہوں نے جواد ہادی نہیں لکھا محمد جواد لکھ دیا ہے۔ سید محمد جواد۔ ہو سکتا ہے آپ نے دستخط محمد جواد کے کئے ہوں۔

سید محمد جواد ہادی۔ نہیں میں نے نام سب سے اوپر لکھا تھا، جواد ہادی اور محمد جواد۔

جناب چیئرمین۔ محمد جواد کوئی اور ہے؟

سید محمد جواد ہادی۔ نہیں میں ہی ہوں، میرا ہی نام ہے۔

جناب چیئرمین۔ اچھا تو آپ ہی ہیں، تو پھر آپ کا نام ہے۔ چلیں جی resolution move کر دیں۔

سید محمد جواد ہادی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ ایوان ملک میں مذہب کے نام پر جاری قتل وغارت اور دہشت گردی کو اسلام دشمن عناصر کی اسلام اور پاکستان کے خلاف سازش قرار دیتے ہوئے گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے ۔ نیز گزشتہ دنوں خانہ خدا میں روزہ دار اور بیگناہ

مسلمانوں کے بے رحمانہ قتل کی شدید مذمت کرتے ہوئے متاثرہ خاندانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتا ہے اور حکومت سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں امن و امان کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے ٹھوس اقدامات کرے۔

جناب چیئرمین۔ جی انگریزی میں یہ ہے ۔

This is moved by Mr. Aitzaz Ahsan, Syed Abid Hussain Al-Hussaini, Mir Nabi Bux Domki, Mian Raza Rabbani, Dr. Safdar Ali,

یہ دیکھیں ناں اب نام کا آخری حصہ کاٹ گئے ہیں ، صفدر علی عباسی کو لوگ جانتے ہیں، صفدر علی کو تو کوئی بھی نہیں جانتا ۔ Mr. Muhammad Zahid Khan, Syed Iqbal Haider, ویسے اقبال حیدر دو ہیں۔ ایک اقبال حیدر یہ ہیں اور ایک اور بھی ہے جو مقدمے بہت کرتا ہے۔ Mr. Khuda-i-Noor, Dr. Abdul Hayee Baloch, Dr. Muhammad Ismail Buledi, یہ پتا نہیں MBBS ڈاکٹر ہیں کہ دوسرے ہیں۔

Molvi Sayed Ameer, Syed Muhammad Jawad, Mr. Shafqat Mehmood, Mr. Muhammad Ajmal Khan Khattak, Mr. Taj Haider, Mr. Aftab Ahmed Sheikh, Mr. Mustapha Kamal Rizvi, Mr. Hussain Shah Rashdi, Mr. M. Zafar, Haji Gul, Maj. (Retd.) Mukhtar Ahmed Khan, Haji Gul Sher, Mr. Muhammad Anwar Durrani, Mr. Ghulam Qadir Chandio, Syed Masood Kausar, Hafiz Fazal Muhammad, Mr. Akram Shah, Mr. Muhammad Tahir Bezenjo, Mr. Shah Nawaz Khan, Mr. Habib Jalib Baloch, Mr. Ali Nawaz Shah, Mir Humayun Khan Marri, Mr. Bashir Ahmed and Qazi Muhammad Anwar. And the resolution is:

"This House expresses its deep concern over the incidents of killing and terrorism in the country in the name of religion and considers it a conspiracy against Islam and Pakistan and also expresses its solidarity with the innocent and fasting muslims who were shot dead in a mosque and calls upon the government to take concrete steps to improve the law and order situation in the country."

وزیر داخلہ صاحب ! آپ اس کو oppose کر رہے یا support کر رہے ہیں؟

چوہدری شجاعت حسین۔ یہ amendment move کی ہے ، اگر آپ کہیں تو میں پڑھ دوں۔

جناب چیئرمین۔ جی پڑھ دیں کیا amendment ہے۔

Ch. Shujaat Hussain: I hereby intended to move the amendment in the resolution moved by Ch. Aitzaz Ahsan and other Senators that before the words "concrete steps" the word "further" may be added.

جناب چیئرمین۔ کیوں جناب اس پر کوئی اعتراض ہے "further concrete" پر۔

Dr. Abdul Hayee Baloch: Opposed.

چوہدری شجاعت حسین۔ انہیں جانے دیں ، کوئی بات نہیں۔ یہ ہم نے نیشنل اسمبلی میں بھی move کی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جناب ہادی صاحب ، "further concrete steps" یعنی کہ مزید اقدامات کئے جائیں کیا خیال ہے آپ کا۔

Mian Raza Rabbani: Sir, are they asking for a suspension of the rules.

جناب چیئرمین۔ نہیں ، نہیں۔ انہوں نے amendment تو آج صبح دی تھی۔

میاں رضا ربانی۔ جناب والا! اگر صبح بھی amendment دی ہے تو پھر بھی وہ نہیں بنتی۔

جناب چیئرمین۔ بہرحال وہ تو technical بات ہے۔

میاں رضا ربانی۔ نہیں جناب والا! پہلے تو rules suspend کریں۔ اگر رولز suspend نہیں ہوں گے تو how can an amendment come. Under the rules, the amendment has to come, notice has to be given.

Mr. Chairman: No, it is to take further concrete steps.

میاں رضا ربانی- جناب والا! further کی application یہ ہے

that concrete steps are being or have been taken by the Government and they should take further. So, we don't agree that they have taken concrete steps.

اس گورنمنٹ نے ملٹری کورٹس جیسے اقدام اٹھائے ہیں -

Then how can we endorse military courts.

راجہ محمد ظفر الحق- ملٹری کورٹس کو رہنے دیں لیکن باقی کچھ بھی نہیں ہوا-

میاں رضا ربانی - جناب والا! کیا ہوا ہے - Encounter killings ہو رہی ہیں '

custodial killings ہو رہی ہیں-Then how can we endorse all of this.

جناب چیئرمین-نہیں اس میں تو custodial killings وغیرہ کا ذکر نہیں ہے-

Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, I agree with you that there is no mention that is why it was kept vague by Allama Sahib. The point is but when you add the word 'further' then it becomes that all the steps that the government has so far taken, we are endorsing those steps.

راجہ محمد ظفر الحق- نہیں ، نہیں-

Mian Raza Rabbani: Yes, the government take further steps that means that we are endorsing the steps that have already been taken, that is changing the very essence and meaning of this resolution. This is essentially a resolution for the censure of the government but if you add the word 'further' it becomes a resolution which means that the government has taken steps and it should take further steps, that means in a way it is lending support that is changing the very essence of the resolution and therefore, I would say that even the rules, if the rules specify that the amendment can only be to the extent that it does not change complexion of the bill itself or the resolution but here with the

word 'further the very complexion of this resolution is being changed. So, even if we don't fall into question of giving notice, I would say that the word 'further' is against the rules specified in the Rules of Procedure because it is changing the very character, the very essence of this resolution. So, therefore, I would request you not to allow the amendment because under the rules, an amendment can not be like that.

جناب چیئرمین۔ دیکھیں for me to allow, وہ تو ایک technical چیز ہے۔ آپ نے پاس کرنا ہے۔

Mian Raza Rabbani: Sir, we don't agree to this.

جناب چیئرمین۔ ہاں، وہ علیحدہ بات ہے یعنی allowed or not allowed وہ تو technical چیز ہے۔

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: Sir, so far as the notice is concerned, I will draw your attention to Rule No. 196, "notice of an amendment to a motion shall be given one day before the day on which the motion is to be moved, to be considered unless the Chairman allows the amendment without such notice". So the discretion is with the Chairman.

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ تو discretion ہے۔ So, I mean that is a technical thing, سوال یہ ہے کہ وہ agree نہیں کرتے پھر کیا کریں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ جو interpretation رضا ربانی صاحب نے دی ہے اس پر ذرا دوبارہ غور کر لیں۔ بات در اصل یہ ہے کہ اگر یہ resolution consensus سے ہوئی ہے اور مقصد جواد ہادی صاحب کا بھی وہی ہے جو ان کا ہے یعنی censure کا اور حکومت کو یہ کہنا کہ وہ مزید steps لے۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ گورنمنٹ concrete steps لے اور کوئی آدمی اس میں add کر دیتا ہے کہ further steps لے تو مراد اس سے یہی ہو گی کہ وہ constitutional اور legal steps ہوں گے۔ کہیں اس میں نہیں لکھا ہوا کہ یہ کھلی چھٹی

ہے کہ جو کچھ حکومت نے پہلے کیا ہے اس کو endorsement مل جائے گی یا آئندہ گورنمنٹ جو کچھ بھی کرے گی، اس کو endorsement مل جائے گی۔ ایسا بالکل نہیں ہے۔ اس سے مراد صرف یہ ہے کہ administrative ہوں، legal ہوں، constitutional ہوں، یہ سارے steps جو ہیں یہ حکومت کو لینے ہوں گے۔ تو اس وجہ سے اگر قومی اسمبلی میں بھی ایسا ہی ہوا، بعینہٖ اسی قسم کی قرارداد تھی اور یہی اس میں add کیا گیا اور پھر اپوزیشن نے بھی کہا کہ ٹھیک ہے ہمیں منظور ہے۔ تو اس وجہ سے کہ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ پچھلی کوئی endorsement ہو جاتی ہے۔ ایسا بالکل نہیں ہے۔

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo: The amendment we are proposing is very much in the scope of the resolution itself and according to Rule 124 sub-Rule (2) an amendment shall be within the scope and relevant to the subject matter of the resolution to which it is proposed, so it is quite relevant and I think the objection does not carry. But of course consensus

کے بغیر نہیں کریں گے ہم۔

جناب چیئرمین: نہیں وہ تو technical بات ہوئی ناں، باقی آپ دیکھ لیں، because technical تو یہی ہے کہ amendment raise بھی ہو سکتا ہے، نوٹس ملے تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔یہ تو اور بات ہے۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! اس سلسلہ میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ تمام پارٹیوں نے consensus کے ساتھ یہ further کا لفظ وہاں قومی اسمبلی میں add کروایا تھا۔ اس لئے اگر وہاں پر ان کی پارٹیوں نے یہ add کرایا تھا اور انہوں نے تسلیم کیا تھا تو یہاں پر آج اس میں کیا حرج ہے؟

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! further کا لفظ add ہونے سے تو further ہوتا ہے۔ ایک منٹ کے لئے اس کو دیکھیں کہ ان کا خیال یہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ جو steps بھی ہیں، وہ steps کچھ تو ہیں، ان کا resolution یہ تو نہیں ہے کہ کچھ steps نہیں ہیں۔ Steps اگر ہیں اور further concrete جو بھی ہونی ہے further ہی ہونی ہے۔ اگر ان کا

بھی منشا یہی ہے کہ موجودہ steps جو ہیں وہ ناکافی ہیں تو پھر further steps ہی ہونے ہیں۔ پھر اس کا مطلب کچھ اور تو نہیں ہے کہ futhers steps اور لو، آپ کا انتظام درست نہیں ہے، یہی مقصد ہے ان کا بھی اور اگر درست ہے تو اور زیادہ concrete steps لو تاکہ یہ situation جو ہے یہ improve ہو اور آگے جا کر improve کا لفظ بھی ہے، یہ آگے دیکھئے ناں to improve، اس کا مقصد یہ ہے کہ جو موجودہ صورتحال ہے اس سے زیادہ بہتر ہو اور concrete steps یا futher concrete steps سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، زیادہ hormonious resolution ہو گا۔

سید اقبال حیدر: جناب والا! ابھی تک جتنے steps لئے گئے ہیں حکومت کی جانب سے، اس سے مذہبی جنونیت اور مذہبی تشدد کو ہوا دی گئی ہے، تقویت دی گئی ہے۔ یہ پہلا موقع ہے پاکستان کی تاریخ میں جبکہ وزیراعظم نے مالم جبہ کے tourist resort -------

(مداخلت)

جناب چیئرمین: دیکھیں اصول یہی ہوتا ہے کہ irrelevant چیزوں کو نہ لایا جائے۔ اس resolution میں specific killings in Multan are being mentioned تو اس کا اس کے ساتھ تعلق ہے۔

سید اقبال حیدر: جناب والا! relevent بات یہ ہے کہ پہلی دفعہ پاکستان میں Talbanization of Pakistan کا نعرہ وزیر اعظم نے لگایا----

Mr. Chairman: I know but this is not relevant to this resolution which is being discussed.

سید اقبال حیدر: جناب والا! جو steps لئے گئے ہیں حکومت کی جانب سے، اس سے مذہبی جنونیت، مذہبی قتل و غارت گری، مذہبی تشدد کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔ تو جب آپ کہتے ہیں کہ further تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ حکومت مزید ہے وہ مذہبی جنونیت کو پھیلائے، تشدد کو اور پھیلائے، انہوں نے توروکنے کے لئے کچھ نہیں کیا۔ یہ ہمارے لئے باعث شرم ہے کہ مسلمانوں کا قتل مسلمانوں کے ہاتھوں اسلام کے نام پر ہو رہا ہے اور وہ بھی ہماری عبادت گاہوں میں، کس منہ سے ہم ہندوؤں کی اور یہودیوں کی مذمت کریں گے۔ جبکہ اس دور حکومت میں اس

یہ it's a matter a shame ہے۔ طرح سے مسلمانوں کی عبادت گاہوں میں قتل و غارت مچ رہی ہے۔ یہ 85ء میں بادشاہی کے اندر معاذ اللہ شرم کی بات یا اللہ یا محمد کے طغروں کو روندا گیا تھا 25 اکتوبر کو۔ مجھے یاد ہے' یہ مارشل لاء کے دور میں ہوا تھا' جب بھی' جس حاکم نے اسلام کے متبرک نام کو اپنی ذاتی ہوس اقتدار کے لئے استعمال کیا ہے تو وہ سلامت نہیں رہا ہے۔ آج بھی وہی وجہ ہے' آج بھی اسی سوچ کا پرچار کیا جا رہا ہے جو کہ ضیاء الحق نے کی تھی کہ جناب مذہبی جنونیت پھیلاؤ' مسلمانوں کو ٹکراؤ' مسلمانوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کراؤ اسلام کے نام پر۔ تو جناب والا! حکومت نے آج تک یہی کچھ کیا ہے۔ مارشل لاء میں ہوا تھا یا اب ہو رہا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں جناب کچھ نہ کچھ تو discusion ہو گی ناں تو ووٹ ہو گی ناں'

Mian Raza Rabbani: We don't want a discussion......

جناب چیئرمین: You don't want it تو may be اس طرف سے کوئی discussion کرنا چاہتے ہیں کہ نہیں' anybody want to speak جی جاوید صاحب فرمائیے۔ اگر consensus نہیں ہوتا ہے تو پھر تھوڑا بہت موقع تو discussion کا ملے گا ناں۔ چلیں پہلے اس طرف سے ہو لے ناں' جی فرمائیے حاجی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی: جناب چیئرمین! ایک تو جب آپ نام پڑھ رہے تھے تو آپ کہہ رہے تھے کہ وہ حیدر اقبال کوئی زیادہ مقدمہ لڑنے والا ہے اور یہ کوئی اور اقبال حیدر ہے۔ تو یہ بھی اسی طرح ہے۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جیسے انہوں نے کہا کہ اسلام کے نام پر' تو اسلام کے نام پر آج تک کوئی فرقہ واریت نہیں پھیلی ہے جو کچھ پھیلی ہے وہ انہی لوگوں نے پھیلائی ہے۔ اور اس سلسلہ میں جو قرارداد پیش کی گئی ہے' ہماری حکومتی بنچوں کی طرف سے رائے ہے کہ یہ متفقہ طور پر ہو اور جو لوگ قتل کئے گئے ہیں' ان کی حمایت ہم کریں لیکن اگر حکومت کی طرف سے کوئی amendment آتی ہے' جیسا کہ انور بھنڈر صاحب نے کہا کہ further amendment تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ رضا ربانی صاحب اور اعتزاز صاحب وکلاء ہیں' اس میں ہم چاہتے ہیں جو

دہشت گردی کی گئی ہے اس کے خلاف اگر حکومت step اٹھا رہی ہے، ہمیں متفقہ طور پر اس کو منظور کرنا چاہیئے۔ کراچی میں اسی لئے حکومت نے اپنی حکومت ختم کر کے یہ اقدام اٹھایا ہے تاکہ اس دہشت گردی کا خاتمہ کیا جائے اور اب جبکہ پورے ملک میں ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ جو دہشت گردی ہو رہی ہے مسجدوں میں، سکول کے بچوں کو kidnap کیا جا رہا ہے، وہاں بم blast کئے جا رہے ہیں، تو اس میں ہم کو اور ان کو مل کر متفقہ طور پر اس کی حمایت کرنی چاہیئے اور اس میں اگر کوئی ترمیم آتی ہے یا چھوٹی سی amendment آتی ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ further amendment ہے۔ میری سب بھائیوں سے گزارش ہے اس میں کہ متفقہ طور پر اس کو منظور کریں۔ اگر ایسا ہوتا ہے کہ اس میں ہم دونوں کا حق بنتا ہے کہ اس کو منظور کرائیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, let the discussion start, in the meantime we will see we can work something out.

جناب چیئرمین: چلیں پہلے مولانا صاحب بات کر لیں۔ جی علامہ صاحب کیونکہ یہ انہی کی اصل میں resolution ہے، جی صاحب فرمائیے۔

سید محمد جواد ہادی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! بدقسمتی سے بہت سارے مسائل ہیں، مشکلات ہیں، problems ہیں، لیکن سب سے بڑا مسئلہ جو اس ملک کے شہریوں کے لئے بنا ہوا ہے وہ جان و مال کے تحفظ کا ہے۔ یہ ملک جو اسلام کے نام پر بنا ہوا ہے، جو مسلمانوں کی مشترکہ جدوجہد اور اتحاد کے نتیجے میں یہ عظیم ملک ہمیں ملا ہے، بدقسمتی سے آج اسلام اور پاکستان کے ازلی دشمنوں کی سازشوں کے نتیجے میں پاکستان کے مسلمان آپس میں دست و گریباں ہیں۔ اسلام جو امن و سلامتی کا نام ہے، جو محبت اور اخوت کی برادری کا نام ہے، آج کچھ عناصر اسلام کو مسلمانوں کے خون بہانے کے لئے، قتل و غارت کے لئے اور ملک میں خانہ جنگی جیسی کیفیت پیدا کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اگرچہ پاکستان کے مسلمان اور علماء اس قسم کی کارروائیوں کو سراسر اسلام اور اس ملک کی دشمنی کی قرار دیتے ہوئے اس کو مسترد کرتے ہیں اور مسترد کیا ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اس دہشت گردی سے پورے ملک میں ایک قسم کا خوف پھیلا ہوا ہے۔ اس وقت کوئی بھی شخص اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھ رہا۔ نہ صرف یہ کہ علماء دین، نہ صرف یہ کہ سیاست دان بلکہ کاروباری حضرات، صحافت سے تعلق رکھنے

والے لوگ، وہ بھی محفوظ نہیں ہیں۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ مختلف حوالےسے اس ملک میں ہمیشہ انتشار پھیلانے کی کوشش ہوتی رہی ہے لیکن یہ جو اسلام کے نام سے قتل و غارت کا سلسلہ شروع ہوا ہے، اس سے نہ صرف یہ کہ پاکستان کو نقصان پہنچ رہا ہے، پاکستان کے امن و امان اور سلامتی کو نقصان پہنچ رہا ہے بلکہ ان کارروائیوں سے اسلام کا نام بھی بدنام ہو رہا ہے اور یہ تاثر دیا جا رہاہے کہ گویا اسلام میں اور اسلام کے نام پر ہرقسم کی وحشت گری، دہشت گردی اور قتل و غارت جائز ہے۔

اسلام میں نہ صرف یہ کہ کسی مسلمان کو جو کلمہ شہادتین پڑھ رہا ہو، اس کا جان و مال محفوظ ہے بلکہ ایک عام گناہگار انسان کا خون اور مال محفوظ ہے۔ میں سمجھتا کہ یہ کون سا اسلام ہے، یہ کون سا دین ہے جو اس بات کی اجازت دے کہ وہ ماہ رمضان میں روزے داروں کو جو خدا کے گھر میں تلاوت کرتے ہوں، نماز پڑھتے ہوں، ان پر حملہ کیا جائے اور ان کو بے دردی سے قتل کیا جائے۔ تمام مذاہب اسلامی سے تعلق، اسلام سے تعلق رکھنے والے تمام مکاتب فکر اور مذاہب کے علماء اور فقہاء کا یہ متفقہ نظریہ اور فتوٰی ہے کہ جو کلمہ شہادتین پڑھے، جو اللہ کی واحدانیت اور حضرت محمد کی نبوت کا اقرار کرے، (عربی) اور اس کا جان و مال محفوظ ہے۔

اب جو لوگ اپنے طور پر اسلام کے داعی بنے ہیں اور تشریح کر رہے ہیں وہ کس بنیاد پر کر رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں ماہ رمضان میں جو مظفر گڑھ میں واقعہ ہوا ہے جس میں خدا کے گھر میں، مسجد میں نمازیوں کو بغیر کسی جرم کے قتل کیا، پریس میں آپ سب نے دیکھا کہ تقریباً تمام علماء نے، جس کا تعلق جس کسی بھی فرقے سے ہو، بہ یک آواز یہ بات دہرائی کہ یہ کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا ۔ کوئی بھی مسلمان یہ جرأت نہیں کر سکتا ہے۔ اگر وہ واقعی مسلمان ہو کہ وہ خدا کے گھر میں نمازیوں کو ، روزہ داروں کو بغیر کسی وجہ کے جا کر قتل کرے، تو اب جو لوگ اس کارروائی کی ذمہ داری قبو ل کرتے ہیں اور اپنے آپ کو پتا نہیں کس کس کی سپاہ کا ظاہر کر رہے ہیں تو ان تمام مکاتب فکر اور علماء کے نزدیک وہ مسلمان ہی نہیں ہیں۔ اب وہ کس اسلام کے لئے کام رہے ہیں۔ غالباً یہ امریکہ اور اسرائیل کا من پسند اسلام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑایا جائے، دین اور اسلام کے نام پر۔ یہ ان لوگوں کا مقصد ہے جو اس ملک کے وجود کے مخالف تھے اور اس ملک کے امن و سلامتی اور استحکام کے مخالف ہیں۔ ہمارے بہت سارے لوگ قتل ہوئے ہیں۔ علماء قتل ہوئے، بڑے بڑے پائے کے علماء قتل ہوئے، علامہ

شہید سید عارف حسین الحسینی جو ہمارے لیڈر تھے، قائد تھے، وہ قتل ہوئے ۔ لیکن اب تک ہم نے اس کا الزام کسی بھی مسلمان پر نہیں ڈالا ۔ کسی بھی مسلمان فرقے اور مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے کو الزام نہیں دیا کہ یہ ہمارے لوگ قتل کر رہے ہیں کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی مسلمان تو چھوڑو کوئی انسان بھی اس طرح سے نہیں کرسکتا ہے کہ وہ بے گناہ شہریوں کو ایسے قتل کرے۔ یہ لوگ یقیناً" اسلام دشمن ہیں اور اس ملک کے دشمن ہیں ۔ اگر چہ بظاہر اس قتل و غارت اور دہشت گردی کا نشانہ ہم بن رہے ہیں لیکن اصل میں اس سارے کھیل کا مقصد اس ملک کو تباہ کرنا ہے ۔ اس ملک کے استحکام سلامتی اور امن و امان کو تباہ کرنا ہے ۔ لہذا اگر چاہتے ہیں کہ یہ ملک سالم اور محفوظ رہے یہ ملک باقی رہے تو ہم سب کا فرض بنتا ہے، خاص طور پر حکومت کا یہ فرض بنتا ہے کہ اس سلسلے میں سنجیدہ کوششیں کرے ۔ حکومت کے پاس یہ سب وسائل ہونے کے باوجود ، یہ سب مشینری پاس ہونے کے باوجود ، یہ ساری ایجنسیاں پاس ہونے کے باوجود کیا وجہ ہے کہ وہ دہشت گرد کارروائی کرتے ہیں اور پھر صحیح و سالم بچ کے نکل جاتے ہیں ۔ کیا انتظامیہ میں ایسے عناصر تو نہیں ہیں کہ جو ان دہشت گردوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں ۔ حکومت کو اس مسئلے کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیئے اور اب یہ صورتحال یہاں تک پہنچی کہ کوئی بھی محفوظ نہیں ہے حتیٰ کہ وزیراعظم تک یہ لوگ پہنچ گئے اور بڑے فخر سے یہ ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ یہ لوگ کہاں ہیں ۔ یہ جن نہیں ہیں یہ اسی ملک میں ہیں۔ ان کے یہاں اڈے ہیں اور ان کا ایک وسیع نیٹ ورک ہے۔ ہمارے پاس اتنی ایجنسیاں ہونے کے باوجود یہ نیٹ ورک ہم کیسے نہیں توڑ سکتے ؟ پولیس اس نیٹ ورک کو کیوں نہیں توڑ سکتی ؟ اخبارات میں دیکھیں تو دہشت گردی کے خلاف بہت سخت جنگ شروع کی ہوئی ہے حکومت نے لیکن گراؤنڈ پر نظر نہیں آ رہا ہے اور وہ کارروائیاں کرتے ہیں۔ پھر پریس میں بھی بھرپور اس کو کوریج بھی ملتا ہے۔ میں پریس والوں سے یہ گزارش کروں گا کہ اس ملک کی سلامتی کے لئے ، اس ملک کے شہریوں کی سلامتی کے لئے آپ ان کی حوصلہ شکنی کریں ۔ نہ کہ وہ دہشت گرد اور ملک دشمن عناصر جو بھی بات کریں ، اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جائے جس سے مزید خوف پیدا ہوتا ہے ۔

جناب چیئرمین! اب صورتحال یہ ہے کہ پوری دنیا میں پاکستان ایک ایسے ملک کے طور پر متعارف ہوا ہے کہ جہاں کوئی محفوظ نہیں ہے۔ ایک طرف ہماری کوشش ہے کہ بیرونی سرمایہ کاروں

کو یہاں لایا جائے تاکہ وہ یہاں سرمایہ کاری کریں۔ دوسری طرف سب دیکھ رہے ہیں کہ کوئی یہاں محفوظ نہیں ہے۔ یہاں زبردستی میں بھتہ وصول کیا جا رہا ہے ۔ اغواء ہو رہے ہیں ۔ گھر لوٹے جا رہے ہیں اور تو اور یہاں اسلام آباد جو پایہ تخت ہے، یہاں آئے دن اخبارات میں آپ پڑھتے ہیں کہ کس قسم کے واقعات ہوتے ہیں ۔ گھر میں جاکر قتل کرتے ہیں لوگوں کو ۔ گھر لوٹے جا رہے ہیں لیکن ابھی تک ان کا کوئی سراغ نہیں مل رہا ۔ آج سے دو سال پہلے ایک ڈاکٹر صاحبہ اپنے کلینک میں قتل ہوئیں دن دہاڑے لیکن اب تک اس کا کوئی سراغ نہیں ملا کہ کس نے قتل کیا ہے ۔ اسی طرح سے بہت سارے واقعات ہوئے ہیں ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر اس ملک کی بقاء اور اس ملک کا استحکام چاہتے ہیں تو اس سلسلے کو ختم کریں اور سلسلے میں سنجیدہ اقدامات کریں اور یہ کاغذی بیان بازی کہ جو بھی اٹھتا ہے کہتا ہے کہ ہم دہشت گردی کو ختم کریں گے، ہم دہشت گردی سے نمٹ لیں گے ۔ یہ کیسے ختم ہوگی جب تک ان لوگوں کو جن پر کئی کئی کیس ہیں اور انہوں نے پریس میں بھی اور ہر جگہ ان کا اقرار کیا ہے ، ایسے دہشت گرد ابھی تک جیلوں میں آٹھ آٹھ سال سے پڑے ہیں کہ جن کے اوپر اسی اسی کیس ہیں ۔ پچاس ، پچاس کیس ہیں ،سو ، سو کیس ہیں ، وہ جیلوں میں حکمران بنے ہوئے ہیں ۔ وہ جیلوں میں قیدیوں پر کام کررہے ہیں ، ان کو اپنے ساتھ ملا رہے ہیں ۔ کچھ عرصہ پہلے میں نے اخبار میں پڑھا کہ ایک آدمی پکڑا گیا تھا دہشت گردی میں ، اس نے کہاکہ میں کسی جرم میں جیل گیا تھا ۔ وہاں میری کسی دہشت گرد تنظیم کے کارکنوں سے ملاقات ہوئی ۔ میں ان سے متاثر ہوا لہذا ، میں ان سے ملا ۔ اپنے جرم کی سزا اس نے کاٹی اور رہا ہوا تو اس دہشت گرد تنظیم کا ممبر بنا ۔

تو عرض یہ ہے کہ اب تو جیلوں پر ان کی حکمرانی ہے ۔ وہاں وہ مزید کام کررہے ہیں ۔ ایسے قیدی بھی ہیں ان کے ، جنہیں آٹھ سال سے lower court سے ، سیشن کورٹ سے پھانسی کا حکم ہوا ہے لیکن ان کو پھانسی نہیں مل رہی ہے ۔ اب جو دہشت گرد مضبوط ہیں ، جن کے پیچھے لشکر ہے ، جن کے پیچھے سپاہ ہے ، جو ججوں کو دھمکیاں دیتے ہیں ، جو عدلیہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ڈراتے ہیں ، ان کو پھانسی نہیں دی جارہی ہے ۔ لیکن اگر کوئی ایسا آدمی پکڑا گیا جس کے پیچھے کوئی فورس نہیں ہے ، کوئی قوت نہیں ہے ، کوئی دہشت گرد تنظیم نہیں ہے ، ان کو سزا مل رہی ہے ۔ بتائیں کہ آپ کے ہمسایہ برادر ملک ایران کے ڈپلومیٹ کو جن لوگوں نے قتل کیا ، آٹھ سال سے وہ جیل میں ہیں ، صادق گنجی کے قاتل ، ان کو پھانسی کی سزا

بھی ہوئی ہے لیکن ان کو پھانسی نہیں دی جارہی ہے ۔ اس طرح بہت سارے دہشت گرد ایسے ہیں کہ جو خود اقرار کر چکے ہیں لیکن جج یہ جرأت نہیں کرسکتے ' وہ ڈرتے ہیں ۔ان کے کیس نہیں لیتے اور سماعت نہیں کرتے ۔ تو بتائیں کہ عوام کیا کریں ۔ کہاں جائیں ؟ ہم کیا کریں ؟ کیا ہم اس ملک کے شہری نہیں ہیں ؟ اگر شہری ہیں تو اس حکومت کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے ملک کے شہریوں کی جان ومال کی حفاظت کرے ۔ باقی مسائل تو بعد میں حل ہونگے ۔ ان کی زندگیوں کا مسئلہ پہلے حل کریں ۔ اگر آپ یہ نہیں کرسکتے ' بے بس ہیں تو آپ اعلان کریں اور لوگوں کو اجازت دیں کہ وہ جس طریقے سے بھی کرسکتے ہیں اپنی حفاظت کریں ۔ آپ تحفظ بھی نہیں دے سکتے اور ان کو بھی اجازت نہیں دیتے ۔ یہ لوگ کیا کریں ۔ بے بسی سے مرتے رہیں اور تماشا دیکھتے رہیں حکومت والے ۔ مجھے افسوس ہے اس بات پر کہ یہاں کئی مرتبہ یہ مسئلہ اٹھایا گیا ۔ یقین دہانی بھی کرائی گئی لیکن کوئی ٹھوس اقدام ' کوئی سنجیدہ کوشش نہیں ہوئی اب یہاں تک بات پہنچی ہے کہ بڑے بڑے آفیسرز بھی محفوظ نہیں ہیں ۔ پولیس خود محفوظ نہیں ہے ۔ اب پولیس اتنی گھبرائی ہوئی ہے ' اتنی ڈری ہوئی ہے کہ وہ بہت کچھ جاننے کے باوجود آگے نہیں بڑھتی کیونکہ وہ سمجھتی ہے کہ وہ بھی محفوظ نہیں ہے ۔

تو جناب چیئرمین صاحب ! یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے اور اس ملک کا سب سے پہلا مسئلہ ہے ' نمبر ۱ مسئلہ ہے ۔ ہم کشمیر کی آزادی کا جہاد بھی لڑ رہے ہیں ۔ افغانستان میں بھی ماشا اللہ اسلامی حکومت کی تقویت کے لئے کوشش کررہے ہیں ۔ لیکن میری درخواست یہ ہے کہ حکومت اپنی مصروفیات میں سے تھوڑا بہت وقت نکال کر اس ملک کے شہریوں کے جان ومال کے تحفظ پر بھی توجہ دے ۔ یہ بھی ان کا فرض بنتا ہے ۔ اگر پہلا نمبر فرض نہیں ہے تو دوسرے فرائض کے ساتھ یہ بھی ان کا فرض بنتا ہے ۔

یہ قرارداد جو ہم نے پیش کی ہے جناب چیئرمین ' تو اس امید پر کہ اس کو سنجیدہ لیا جائے ۔ سنجیدگی سے اس مسئلہ کو لیا جائے اور اس ایوان کے مطالبہ کو اہمیت دی جائے ۔ اگر موجودہ فورس ناکافی ہے یا اس قابل نہیں ہے ' تو ان دہشت گردوں سے نمٹنے کےلئے خصوصی فورس قائم کی جائے ۔ اب تو لوگ سمجھ رہے ہیں کہ سول حکومت جو ہے ' سیاسی حکومت جو ہے ' وہ کسی مسئلہ میں بھی کامیاب نہیں ہورہی ہے اور کوئی نتائج سامنے نہیں آرہے ہیں اور حکومت بھی بہت سارے اقدامات سے یہ تاثر دے رہی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر دیگر مسائل اتنے

اہم ہیں کہ ان کے حل کے لئے ، آرمی سے ، فوج سے مدد لی جارہی ہے تو اس ملک کے شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کےلئے بھی آرمی سے مدد لیں ۔ وہ بھی اس ملک کی حفاظت کےلئے ہے ۔ اس ملک کی سرحدوں اور اس ملک کے وجود کی بقا کےلئے ہے ۔ اس ملک کے شہریوں کو اگر آپ تحفظ نہیں دے سکتے --- اگر واپڈا اس قابل نہیں ہے کہ وہ اپنے سسٹم کو چلائے ، ایجوکیشن میں بھی یہی صورتحال ہے اور دیگر شعبوں میں یہی صورتحال ہے ، ہماری پولیس تو اس ملک کا سب سے کمزور ادارہ ہے اس پولیس فورس کے کمزور کندھوں پر جو بوجھ ہے اسے اٹھائیں۔ آرمی سے تعاون لیں کہ وہ دہشت گردی کو ختم کرے اور اس ملک کو بچائیں اور اس ملک کے شہریوں کو تحفظ دیں ۔ ورنہ خدانخواستہ اگر یہ سلسلہ آگے بڑھا اور لوگ مایوس ہوگئے تو ظاہر سی بات ہے کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے ، اپنے بچوں اور اپنے ناموس کی حفاظت کے لئے خود اٹھ کھڑے ہوں گے اور خدانخواستہ وہ سب کچھ رونما نہ ہو جائے جس کے لئے یہ سازش کی جا رہی ہے ۔ اس ملک کے وجود کے دشمن ان دہشت گردوں کی پشت پر ہیں اور وہ ان کی سپورٹ کر رہے ہیں کہ وہ اس ملک کی سلامتی اور امن و امان کو غارت کریں۔

جناب چیئرمین۔ علامہ صاحب اب وائنڈ اپ کر لیں۔

سید محمد جواد ہادی۔ جناب والا! میں ختم کر رہا ہوں صرف یہ درخواست ہے کہ اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیا جائے اور اگر حکومت اس کو حل نہیں کر سکتی اور ناتواں ہے تو جن بھی قادر اور طاقتور قوتوں سے یہ کام ہو سکتا ہے ان سے مدد لی جائے اور ہمیں تحفظ دیا جائے یہ حکومت کی ذمہ داری ہے ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ، عابد الحسینی صاحب۔

سید عابد حسین الحسینی ۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب، بسم اللہ الرحمان الرحیم ، (عربی) حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس حدیث میں فرماتے ہیں جو بھی مسلمان کسی شخص کو سن لے کہ وہ مسلمانوں کو ندا دے رہا ہو کہ اے مسلمانو! میری مدد کو آؤ تو اگر مسلمان اس کو جواب نہ دے اور اس کی مدد نہ کرے ، چاہے ندا دینے والا شخص کافر ہی کیوں نہ ہو اگر مسلمانوں کو مدد کی لئے پکارے اپنی مظلومیت کے لئے اور اگر مسلمان اس کو جواب نہ دے اس کی مدد نہ کرے تو پھر وہ مسلمان ہی نہیں۔ میں تکرار نہیں کرنا چاہتا ۔ بہت ساری باتیں ہوئی ہیں اور

کب سے ہو رہی ہیں اب بھی بہت ساری باتیں ہوئی ہیں ۔ میں صرف چند چیزوں کو عرض کر دوں کہ یہاں پریس گیلری میں جو دوست تشریف فرما ہوتے ہیں وہ بھی اگر سلسلے میں تعاون فرمائیں ، جس شخص سے جہاں تک ہو سکے وہ اس سلسلے میں مدد کرے جس کی جتنی قدرت ہو وہ اس سلسلے میں مدد کرے ۔ ہم نہیں جانتے کہ آیا نفوس میں بھی کوئی فرق ہوتا ہے کیونکہ نفسوں کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہے' نفوس کا مسئلہ اولیت رکھتا ہے ہم نہیں جانتے کہ آیا پاکستان میں بعض نفوس اور بعض اشخاص ملکوتی ہیں اور بعض سفلی ہیں ' زمینی ہیں ' پست ہیں اس لحاظ سے ظاہر میں درست ہے ہوسکتا ہے کہ بعض افراد ظاہرا" بڑی بڑی حیثیتوں کے مالک ہوں لیکن خدا کے ہاں سارے نفوس برابر ہیں ۔ ہم اس حدیث کی روشنی میں یہ بھی عرض کرنا چاہیں گے کہ جس کی جتنی ذمہ داری ہے اس کے مطابق مظلوم کی حمایت کرے اس کی مدد کرے۔ پریس والوں کی جتنی ذمہ داری ہے وہ مظلوم کی حمایت اپنی قلم سے کریں ۔ وہ دہشت گردوں کی کارروائیوں کو افشا کریں حقائق کو منظر عام پر لائیں ۔ حکومت کی ذمہ داری ہے جس طرح کہ ہر جگہ' جہاں بھی کسی قتل کا مسئلہ ہوتا ہے وہاں پر مدد کے لئے ہمارے افسران اور سربراہان پہنچ جاتے ہیں ' بات کرنے کے لئے پہنچتے ہیں' تسلی دینے کے لئے پہنچتے ہیں ۔ پاکستان میں سارے نفوس برابر ہیں اتنے بڑے بڑے واقعات ہوتے ہیں ۔ اتنی بڑی بڑی چیزیں سامنے آتی ہیں' ان کے اوپر افسوس کرنا اور ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا اور ان کے پاس جاکر ان کو تسلی دینا ان سربراہان کا ' حکومتوں کا ' ان حضرات کا فرض ہوتا ہے کہ وہ تشریف لے جائیں' ان کو تسلی دیں ۔ یہ فرق کیوں ہے کہ بعض جگہ دہشت گردی کے واقعات سامنے آتے ہیں تو وہاں پر کچھ چیزیں بھی دی جاتی ہیں ' تعزیت کے لئے بھی جاتے ہیں اور بعض جگہ معصوم ' چھوٹے چھوٹے بچے ' روزہ دار لوگ مسجد میں قتل کئے جاتے ہیں' شہید کئے جاتے ہیں' ان کے لئے اتنی سی بھی بات نہیں ہوسکتی کہ اخبار کی ایک سرخی میں ان کے لئے ' ان کے خاندانوں سے اظہار ہمدردی کے لئے کوئی بیان دیا جائے۔ یہ ہم ضروری سمجھتے ہیں ۔ بعض مسائل میں بار بار وعدے بھی کئے گئے ہیں' ہمارے وزیر داخلہ صاحب تشریف فرما ہیں' ابھی ان کے ساتھ بات ہوئی ہے' واہ کینٹ کا جو ایک مسئلہ تھا اس میں مدد کی بھی یقین دہانی کرائی گئی تھی لیکن یہ بھی افسوس کی بات ہے کہ کچھ نہیں کیا گیا ۔ میں پھر یہاں پر عرض کروں کہ (عربی) جس کی جتنی قدرت ہے' جس کی بات کرنے کی قدرت ہے' جس کی مسجد میں خطبے میں اس کی مذمت

کرنے اور لوگوں پر حقائق کو ظاہر کرنے کی قدرت ہو وہ ادا کرے، جس کی قلم کی قدرت ہو، قلم کے لحاظ سے مدد کرے۔ جس کی وہاں جانے، کچھ پیسے دینے اور کچھ مدد کرنے کی ہمت ہے وہ اس کے اوپر عمل کرے۔ اس حدیث پر عمل ہوگا تو انشاء اللہ پھر یہ مسائل بھی اس طرح پھیلائے نہیں جائیں گے اور ان مسائل کا کچھ سدباب بھی ہوگا اور آئندہ یہ چیزیں انشاء اللہ سامنے نہیں آئیں گی۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: جی جناب اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر: شکریہ جناب چیئرمین! یہ مظفرگڑھ میں کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے، دوران رمضان ایک بار پھر مسلمانوں کی مسجد میں، اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مسلمانوں کا قتل اس بھیانک طریقے سے ہوا۔ مجھے دکھ اور افسوس ہے کہ یہ مذہبی جنونیت کا نتیجہ ہے، یہ کوئی اکا دکا واقعہ نہیں ہے، یہ ایک فضا ہے، ایک ماحول اس ملک میں بنایا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں مذہبی جنونیت اور فرقہ واریت اور militancy فروغ پا رہی ہے اور یہ بلا شک و شبہ اسی pattern پر ہے جس طرح سے ہماری بادشاہی مسجد کا احترام پامال ہوا تھا دوران مارشل لاء ۔ جب مذہب کے متبرک نام کو حاکم اپنی ہوس اقتدار کے لئے استعمال کرتے ہیں، تو یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمارے لئے سزا ہوتی ہے کہ دیکھو ! مذہب اتنا متبرک ہے کہ اس کو اپنی انا اور ذاتی ہوس اقتدار کے لئے استعمال کروگے تو تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو گا ۔ یہ عذاب ہے میری نظر میں۔ تو جناب چیئرمین! مسلسل یہ واقعات ہو رہے ہیں اور یہ اسی مہم کے نتیجے میں ہو رہے ہیں جس نام نہاد مہم کو اس ملک پر مسلط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے پندرہویں آئینی ترمیم کے ذریعے ۔

جناب ہمارے مدارس اور ہماری مساجد دین کے فروغ کے لئے ہیں، دین کی تعلیم کے لئے بنیں، دین کی تربیت کے لئے بنیں لیکن اگر ہمارے مدرسوں میں مسلح ٹریننگ دی جا رہی ہو، مسلح کارکنوں میں نفرتیں بھری جا رہی ہوں، طلباء کو مسلح کیا جا رہا ہو ہر طرح کی تخریب کاری کرنے کے لئے اور اس سے بھی زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ ہمارے گورنر پنجاب اور Federal Ministers ان مدارس میں، ان مسلح، trained بچوں کی passing out parade کی سلامی لیتے ہیں تو پھر کیسے حکومت کہتی ہے کہ یہ ذمہ دار نہیں ہے ان تشدد اور دہشت گردی کے

واقعات میں۔ جناب یہ بڑا سانحہ ہے کہ مدرسوں میں تعلیم کی بجائے ، دین کی تعلیم کی بجائے کلاشنکوف کی تربیت دی جا رہی ہو اور گورنر صاحب وہاں جاتے ہیں اور ان کی passing out parade کی سلامی لیتے ہیں تو اس سے اور کیا ہوگا۔ قتل و غارت گری پھیلے گی ۔ یہی نتیجہ نکلے گا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ پندرھویں ترمیم میں شریعت کا نام کہیں دور دور تک نہیں ہے لیکن عوام کے جذبات، ہمارے سادہ لوح ، ہمارے مسلمان، ہمارے پاکستانی ،قتل و غارت گری پھیلے گی ، اس کا یہی نتیجہ ہے۔

جناب والا! دوسری بات کہ پندرھویں ترمیم ، اس کا دور دور تک شریعت سے کوئی واسطہ نہیں ہے لیکن ہمارے سادہ عوام اور ہمارے سادہ لوح مسلمان جن کو شریعت سے جذباتی لگاؤ ہے ان کو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ شریعت کی مخالفت ہے تو پھر اس کا نتیجہ ٹھیک نہیں نکلتا ۔ جناب والا! میں کہوں گا کہ جو بیج مذہبی نفرتوں کو پھیلانے کا شریعت بل کے نام پر بویا تھا اب اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک میں فرقہ واریت ، مذہبی تشدد اور انتہا پسندی بڑھ رہی ہے ۔جناب والا! پاکستان میں یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ وزیر اعظم نے کہا ہو کہ پاکستان میں Talibanisation ہو گی ۔ Talibanisation کے معنی کیا ہیں، تشدد ، terrorism، انتہا پسندی، millitancy وغیرہ ۔ جناب والا ! یہ حکومت کیا کر رہی ہے ۔ اسی لئے مجھے اس قرار داد کے الفاظ سے اختلاف ہے کہ حکومت اقدامات اٹھائے ۔جناب والا! حکومت کیا اقدامات اٹھائے گی، وہ تو دہشت گردی پھیلانے میں خود ملوث ہے۔ حکومت تو خود کہتی ہے کہ پاکستان میں Talibanisation ہوگی ، وہ تو خود کہتی ہے کہ ملک میں مذہبی جنونیت کو پھیلاؤ، تو پھر میں مسلمانوں کے دشمنوں سے کیسے توقع رکھوں کہ وہ کوئی steps اٹھائیں گے۔

جناب والا! جو حکومت اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مسلمانوں کی عبادت گاہوں کے تحفظ میں ناکام ہو اس سے کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ minorities کے حقوق کا تحفظ کر سکے گی۔ یہ تو بہت بڑا المیہ ہے کہ حکومت کا فرقہ وارانہ تعصب اس بات سے واضح ہو گیا ہے کہ رائے ونڈ کے بم دھماکے میں تین آدمی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ، ان کو فوری طور پر چیف منسٹر صاحب بھی ملنے گئے ، پرائم منسٹر صاحب بھی ملنے گئے اور ان کے لواحقین کو ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ کا معاوضہ بھی دیا گیا ۔جناب والا! ان میں سے ایک ایسے آدمی کے لواحقین کو بھی معاوضہ دیا گیا جو واقعہ میں مرا بھی نہیں تھا بلکہ بعد میں حکومت نے اس کو اس دھماکے کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا ۔

جناب والا! یہ سب کچھ تحقیق کئے بغیر کیا گیا۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کیوں کہ یہ رائے ونڈ کا معاملہ تھا اور پرائم منسٹر کے راستے پر وہ بم پھٹا تھا اور پرائم منسٹر کی جان پر حملہ تھا تو وزیر اعظم نے خود جا کر ان کی تعزیت کی ۔ کیا مظفر گڑھ میں مرنے والے پاکستانی نہیں تھے؟ کیا مظفر گڑھ میں اٹھارہ مرنے والے مسلمان نہیں تھے، کیا مظفر گڑھ میں مرنے والوں کو کسی قسم کی ہمدردی کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ حکومت اور وزیر اعظم کا اہل تشیع کے ساتھ واضح تعصب ہے ۔ اس سے بڑا اور کیا ثبوت ملے گا۔ تم فرقہ واریت کو فروغ دے رہے ہو۔ تم فرقہ واریت کے سب سے بڑے سرپرست اعلیٰ ہو۔ جن مدرسوں میں دین کی تعلیم کی بجائے کلاشنکوف کی تعلیم ملتی ہے تو تم ان کی سلامی لینے جاتے ہو۔ اگر پاکستان کو بچانا ہے، یہ جذباتی بات نہیں ہے اور اگر مسلم لیگ سمجھتی ہے کہ وہ قائد اعظم کی وارث ہے تو قائد اعظم کے نقش قدم پر چلنا پڑے گا، نوازشریفوطالبان کے نقش قدم پر ہم تمہیں نہیں چلنے دیں گے۔ تمہارے اوپر لازم ہے، آج مجھے قائد اعظم کو quote کرنا پڑتا ہے ۔ قائد اعظم نے 11 اگست 1947 کو اسی لئے کہا تھا، ان کا vision تھا کہ اس ملک پر کیسی کیسی آفتیں آئیں گی۔ اسی لئے انہوں نے زور دے کر کہا تھا

"I can not emphasize it too much. We should stick to work in the spirit and in the course of time, all these angularities of the majority and minority communities, the Hindu community and the Muslim community because even as regards Muslim, you have Pathans, Punjabis, Shias, Sunnis and so on and amongthe Hindus, you have Brahmens, you have Khatries, you have other sects and soon will vanish, Quaid-i-Azam said they will vanish indeed, if you ask me this has been the biggest hinderance in the way of India to attain the freedom and independence. But for this, we would have been free people long long ago. Then, I am cutting it short, Quaid-i-Azam said therefore we must learn a lesson from this. "You are free", he emphasized, repeated the word, "you are free to go to your temples. You are free to go to your mosques or any other place of worship in the State of Pakistan. You may belong to any religion, caste or creed. That has nothing to do with the business of the State, that has nothing to do

with the business of the State," and then he said, "we are starting with this fundamental principle that we are all citizens, and equal citizens of one State". Then Quaid-i-Azam said, "now I think we should keep that in front of us as our ideal, and you will find that in course of time Hindus will ceased to be Hindus and Muslims would ceased to be Muslims, not in the religious sense because that is the personal faith, that is the personal faith of each individual but in the political sense as citizens of State they are equal." That is the moto that this government should follow and implement to discourage this sectarianism, militancy and these barbaric forces in Pakistan. Forget about Talibanization of Pakistan and prepare Pakistan as per the ideals of Quaid-i-Azam. Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: کیوں راجہ صاحب اس پہ کوئی consensus ہوا ہے؟ جی شجاعت صاحب on a point of order. جی فرمائیے۔

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں وضاحت کرنا چاہوں گا۔ انہوں نے گورنر پنجاب کے متعلق کہا ہے۔ وہ بالکل غلط بات ہے۔ گورنر پنجاب کسی ایسے مدرسے میں نہیں گئے جہاں پہ دہشت گردی ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: اچھا اس پہ کوئی بات چیت ہو رہی تھی۔ کوئی نتیجہ نکلا ہے کہ نہیں۔ کیوں اعتزاز صاحب۔

چوہدری اعتزاز احسن: جناب میں ایک بہت اہم چیز عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس پہ تو کیا کہوں گا۔ ایک بہت دکھ بھری بات کا پتا چلا ہے۔ جناب آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت، اور اس سے پہلے کہ میں گزارش کروں، وزیر داخلہ یہاں موجود ہیں، چند منٹ پہلے یہ ہوا ہے کہ جنگ اخبار کے تمام نیوز پرنٹ پولیس نے قبضے میں لے لئے ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق اور امکان ہے کہ کل جنگ اخبار شائع نہیں ہو سکے گا۔ یہ ایک بڑا سیاہ دن ہو گا کہ اتنے بڑے اخبار پر حکومت اس طرح قبضہ کر لے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا۔ آپ کی وساطت سے

وزیر داخلہ سے کہ وہ اس بات کا پتا کرا کے ہاؤس کو بتائیں۔ یونہی ہم نہیں کہتے کہ پریس چوتھا ستون ہے۔ پریس کے ذریعے ہماری بات بھی لوگوں تک پہنچتی ہے۔ ان ایوانوں کا اگر وقار ہے۔

(اس موقع پر مغرب کی آذان کی آواز سنائی دی)

Mr. Chairman: The House is adjourned for 15 minutes for Maghrib prayers)

(بعد از وقفہ نماز مغرب اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین (جناب وسیم سجاد) دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین : جی ڈاکٹر صاحب کیا کرنا ہے؟

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : جناب چیئرمین! ایوان میں ابھی آزادی صحافت پر بات ہو رہی تھی۔ پریس کی آزادی تو سب سے عزیز ہے۔ یہ ذات کے لئے نہیں بلکہ مجموعی طور پر ایک ادارہ ہے۔

جناب چیئرمین : اعتزاز احسن صاحب آگئے ہیں۔ جی فرمائیے۔

چوہدری اعتزاز احسن : جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا اور میں نے جناب وزیر داخلہ سے سوال بھی اسی سلسلے میں کیا تھا۔ وقفے میں میری ان سے بات بھی ہوئی ہے ۔ وہ یہی اعتراف کر رہے تھے کہ یہ" جنگ" کے خلاف جو پے در پے کارروائیاں ہو رہی ہیں اور سرکار کی جانب سے "جنگ" گروپ پر جو پے در پے وار ہو رہے ہیں ' اس سے جناب چیئرمین' میں یہاں تک سمجھتا ہوں کہ پہلے تو کچھ مسئلہ ایسا تھا کہ جنگ گروپ کے خلاف کچھ ہو رہا تھا تو ہم یہ دیکھتے تھے کہ کسی حد تک کچھ اور اخباری ادارے اس سے لاتعلق رہنے کی کوشش کرتے تھے اور بہت سارے لوگ کہتے جا رہے تھے کہ یہ کاروباری رقابت ہے۔ پر اس وقت صورتحال یہ ہے کہ آپ دیکھیں کہ ماسوائے ایجنسیوں کے چند افراد کے ' سارا پریس ' جس میں وہ اخبار بھی جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہ شاید" جنگ" کے ساتھ نہیں اور یہاں جب وزیر اطلاعات نے تقریر کی تو انہوں نے خاص طور پر یہ کہا کہ "جنگ" کے ساتھ سارے صحافی نہیں ہیں' سارے صحافتی ادارے نہیں ہیں۔ "جنگ" اکیلا ہے۔ اب کل کے" ڈان" میں یا آج کے" ڈان" میں آپ پڑھ سکتے ہیں۔ یہ سمجھا جا رہا تھا

کہ ہارون فیملی ان کے ساتھ نہیں ہے۔ "ڈان" نے اتنا لمبا اداریہ لکھا ہے۔ عزیز صدیقی صاحب کا مضمون آیا ہے۔ نوائے وقت اور نیشن کے صحافتی کارکن اس وقت باہر بیٹھے ہیں، خبریں، پاکستان اور اوصاف میں سے کوئی نہیں، فرنٹیئر پوسٹ ایک بڑا اہم اخبار ہے northern regions کا، ان میں سے کوئی نہیں۔ جناب والا! میں آپ کو صرف یہ بتا رہا ہوں کہ اس بحث کے بعد اب صورتحال اور گھمبیر اور سنگین ہو گئی ہے۔

Mr. Chairman: This is a continuous thing, but you see we have given, I think the importance that it deserved.

تین دن تک بحث کی، آپ نے اتنی عمدہ تقریر کی -----

چوہدری اعتزاز احسن: جناب والا! اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ دیکھئے ہم نے کوشش کی کہ ہم اس سلسلہ میں ان تک کچھ نہ کچھ بات پہنچائیں لیکن اب ان کو سمجھ نہیں آتی ۔ ہم لوگوں نے اتنی باتیں کیں، ہم تو صرف زبانی بات ہی کر سکتے ہیں ناں۔ کبھی ضرورت پڑی آزادی صحافت کے لئے، کوئی جلوس یا کوئی پرامن مظاہرہ ہوا تو اس میں بھی شامل ہو جائیں گے۔ پر ہم تو عدم تشدد کے لوگ ہیں، ہم تشدد پر یقین نہ رکھنے والے لوگ ہیں۔ ووٹ کی طاقت سے ہم یہاں تک آتے ہیں اور زبان، دماغ اور ذہن کی طاقت سے چاہتے ہیں کہ ہماری دلیل موثر ہو ، ہم تو زبانی بات کر سکتے ہیں۔ لیکن اتنی باتیں ہوئیں، ہاؤس میں اتنا اظہار کیا گیا لیکن کچھ یوں لگتا ہے کہ

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

اب ان پر اثر ہی کچھ نہیں ہوتا ۔ آج یہ ہوا ہے کہ "جنگ" کے کاغذ پر راولپنڈی میں مریڑ کے قریب قبضہ کر لیا گیا۔ کراچی میں ان کا جو information section ہے، اس کے بارے میں بھی مجھے ایک بزرگ فاضل ممبر کی جانب سے اطلاع دی گئی ہے، ان کو اطلاع ملی اور انہوں نے مجھے اطلاع دی ہے، وہاں بھی پولیس نے اس وقت محاصرہ کیا ہوا ہے، لاہور کی صورتحال کا مجھے علم نہیں۔ شاید وزیر داخلہ اس بارے میں مجھے بہتر بتا سکیں۔ افسوس یہ ہے کہ وزیر داخلہ میرے بھائی ہیں، میری برادری سے ہیں، میرے شہر سے ہیں اور ایک بڑی اہم شخصیت ہیں، لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ وزیر داخلہ، وزیر داخلہ ہیں یا سیف الرحمٰن صاحب وزارت داخلہ کا پورا قلمدان

سنبھالے ہوئے ہیں ۔ ایف آئی اے ہے تو وہ سیف الرحمٰن صاحب کے تحت ہے' Immigration ہے تو ان کے تحت ہے' Exit Control List ہے تو ان کے پاس ہے ۔ ایک خاتون جن کے شوہر امریکہ چلے گئے تھے' ان خاتون اور ان کی سولہ سالہ بیٹی کو ECL پر رکھا گیا تو وہ جس ملک کی شہری تھیں' ان کے سفیر اور پھر میں بھی --- مجھے بھی اس سفیر نے کہا کہ آپ سیف الرحمٰن صاحب سے بات کریں۔ میں نے کہا کہ بھئی میں وزیر داخلہ صاحب سے بات کروں گا' انہوں نے کہا ناں ' ناں ۔ وزیر داخلہ صاحب کو اس کا علم بھی نہیں ہو گا' وہ بیچارے تو معصوم ہیں' آپ سیف الرحمٰن سے بات کریں۔ کام سارا سیف الرحمٰن جو سینٹ کے ممبر بھی ہیں وہ کروا رہے ہیں ' کیسٹ ان کے نکل رہے ہیں۔ یہاں وزیر اطلاعات کو اطلاعات نہیں ہوتیں' وزیر داخلہ کا عمل دخل کوئی نہیں' وزیر اعظم کی عظمت اب خبر نہیں کیا کہتی ہے شاید اب ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں اور سب کچھ سیف الرحمٰن صاحب کے ہاتھ میں ہے۔

تو "جنگ" کے خلاف کیا ہو رہا ہے' آج کل "جنگ" چار صفحے کا نکل رہا ہے' اس میں کچھ رہ نہیں گیا۔ اس کے بارے میں ایک facts sheet تیار کی گئی ہے جو کہ شائع کرنی ضروری تھی کیونکہ اس سے تردید ہوتی تھی وزیر اطلاعات کی تقریر کی' وہ آج انہوں نے شائع کی ہے۔اگر ایک اخبار اور اخبار لکھنے والے اپنی شکایات کا' اپنے ساتھ ہونے والے المناک سلوک' اندوہناک سلوک' اپنے غم و اندوہ کا اظہار بھی نہیں کر سکتے تو یہ مقام افسوس ہے ۔ ہزاروں کارکن ہیں اس اخبار کے' ہزاروں لوگوں اور خاندانوں کی کفالت کرتا ہے وہ اخبار ' پھر قارئین لاکھوں میں ہیں' آج سارا پریس ایک ہے' آج میں درخواست کروں گا treasury benches پر بیٹھے ہوئے سینیٹرز حضرات سے کہ آج آپ بھی اپنی آواز ہمارے ساتھ ملائیں' مسئلہ ٹیکس کا نہیں ہے' ٹیکس کا ہے تو ہم کسی اور سے شروع کرتے ہیں' ------

حاجی جاوید اقبال عباسی: جناب والا! آج آپ نے پھر اس مسئلہ کو چھیڑ دیا ہے۔ چوہدری صاحب ! جو مسئلہ زیر بحث ہے اس پر بات کریں' حکومت تو ہمیشہ سے آپ کے ساتھ ہے جو مثبت قدم آپ اٹھانا چاہیں تو ہم -----

چوہدری اعتزاز احسن: جناب والا! اگر میرے معزز دوست حکومت کے خلاف اس کی مذمت کرنے کو تیار ہیں تو میں آپ کے ساتھ اپنی آواز ملانے کو تیار ہوں۔ لیکن بات یہ ہے

کہ یہ سلسلہ' یہ dictatorship, یہ autocracy, یہ مطلق العنانی اور اس کے ساتھ ساتھ جس طرح ایک ادارے کے بعد دیگر اداروں کو ڈھیر کیا جا رہا ہے' تباہ کیا جا رہا ہے' ان کو سرنگوں کیا جا رہا ہے ' شریف خاندان اس وقت ریاست سے زیادہ طاقتور ہو گیا ہے' یہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ کوئی شخص ریاست سے طاقتور نہیں ہو سکتا۔ یہ خاندان اس وقت ریاست سے زیادہ طاقتور ہو گیا ہے۔ جناب والا! اس طرح کام کس طرح چلے گا۔ یہ ریاست اب ان کے لئے ہو گئی ہے' وہ ریاست کے لئے نہیں ہیں۔ ہر چیز ' ہر معاملہ' ہر ادارہ ان کے آگے سر جھکائے کھڑا ہے' میں بڑی معذرت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں اپنے محترم ساتھیوں اور وزراء سے کہ یہ بے زبان لوگ بیٹھے ہوئے ہیں' خبر نہیں کیوں ان میں سے کسی میں یہ جرات نہیں کہ کچھ ان کا ہاتھ روکیں' تھوڑا سا ہاتھ پکڑیں۔

جناب چیئرمین! اس پر کیونکہ اور دوست ساتھی بھی اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں------

جناب چیئرمین: دیکھیں ناں اعتزاز صاحب ! اس پر you had a extensive debate. نہیں دیکھیں ناں ' اس طرح تو روز کوئی نہ کوئی چھوٹی موٹی بات ہوتی رہے گی۔ I think the matter has been given the importance, attention that it should have.....

چوہدری اعتزاز احسن: جناب چیئرمین! یہ بالکل نئی بات ہے۔ جناب والا! ایک اخبار کا سارا کاغذ آپ اڑا لیں' اس کا آپ گلا گھونٹ دیں۔ آج جنگ کی باری ہے'----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ نے اس پر تین دن بحث کی---- دیکھیں ناں باقاعدہ adjournment motion پر بات ہوئی' آج میرے خیال مین کوئی ایجنڈا نہیں ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! آج private members day ہے۔ اس دن ہمارا اپنا business ہے' آج کوئی official business نہیں ہے -

چوہدری اعتزاز احسن: جناب چیئرمین! ہم اپنے business کو forego کرتے ہیں' آپ کو کیا ہے اگر آج private members day ہے۔ یہ ہمیں بتائیں کہ ان کو کیا ہے - ہمارا business ہے' ہم forego کرتے ہیں اپنے business کو -----

جناب چیئرمین: نہیں صرف آپ کا business نہیں ہے' ان کا بھی ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! ہمارے resolutions بھی ہیں، ہمارے بلز بھی ہیں، private members day ہے، اس پر کل بات کر لیں، پرسوں کر لیں ۔ گورنمنٹ کے ساتھ آپ کا جھگڑا ہے، ہمارے ساتھ تو آپ کا کوئی جھگڑا نہیں ہے ناں۔

جناب چیئرمین: جناب میں صرف اتنی بات کہوں گا، میں اس کی اہمیت کو سمجھتا ہوں لیکن میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ آپ سب نے تین دن تک اس پر دل کھول کر اظہار خیال کیا۔ اعتزاز صاحب نے one of his best speeches اس دن کی۔ اسی طرح سے ادھر سے بھی اظہار خیال ہوا، اب میرے خیال میں اسی چیز کو بار بار discuss کرنا شاید مناسب نہیں ہو گا۔ کوئی طور طریقہ، کوئی اصول، کوئی قانون ہونا چاہئے۔

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! آپ بالکل درست فرما رہے ہیں لیکن یہ وہ چیز نہیں ہے۔ آج the act is falling on the freedom of the press. آج پاکستان کا one of the leading news paper جو ہے اس کو حکومت بند کرنے جا رہی ہے۔ آج تین اخبارات کے ایڈیٹرز پر sedition cases داخل ہو چکے ہیں۔ آج ایڈیٹر "جنگ" ملیحہ لودھی کو threatening calls آ رہی ہیں، آج PFUJ کے صدر کو threaten کیا جا رہا ہے، آج آزادی صحافت کو یہ حکومت مکمل طور پر ختم کر رہی ہے۔ بات وہاں نہیں کھڑی ہے جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: آج تو صرف یہ واقعہ ہوا ہے ناں جو انہوں نے بتایا ہے۔

میاں رضا ربانی: یہ سارا تو build up ہے ناں، کل sedition case داخل ہوا ہے کراچی میں ۔ کل کے اخبارات میں آیا ہے کہ ملیحہ لودھی کو threats دی جا رہی ہیں ۔ جناب حالات خراب ہو رہے ہیں تو ہم کیا کریں۔ Rules of Procedure normal business کے لئے ہیں لیکن جب ایک fourth pillar of the State کو demolish کیا جا رہا ہے تو سینٹ کس طرح خاموش بیٹھی رہی۔

جناب چیئرمین ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ روز ہم یہی بات کریں گے۔

میاں رضا ربانی۔ اگر ان کے actions یہی چلتے رہیں گے تو پھر یہی ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں مجھے rules اجازت نہیں دیتے ۔ نہیں، نہیں ، آپ ضرور بات

کریں لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کوئی طور طریقہ ہوتا ہے، کوئی motion لانے کا طریقہ ہوتا ہے۔ اب اس طرح ہی آج کا دن private memebers day ہے لیکن آپ نے یہ بات شروع کر دی۔ نہ کوئی resolution ہے۔ جی فرمائیے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب چیئرمین! دیکھیں جس طرح سے آپ فرما رہے ہیں کہ اس معزز ایوان میں تین دن ہم اس پر بحث کرتے رہے، اس بحث کا کوئی مقصد تھا جناب یا یہ سب بے مقصد تھا۔ گزارش یہ ہے کہ-------

جناب چیئرمین۔ دیکھیں - آپ کی بحث کے بعد گورنمنٹ نہیں مانتی تو پھر کیا ہو گا؟

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ دیکھیں چیئرمین صاحب! میں آپ کو عرض کروں۔

جناب چیئرمین۔ آپ کا کام ہوتا ہے، criticise کرنا، condemn کرنا۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب چیئرمین صاحب! میری عرض سنیں، میری عرض سنیں۔

جناب چیئرمین۔ جی۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ دیکھیں یہ جو معزز ایوان ہے اس میں-----------

جناب چیئرمین ۔ وہ deep sea fishing کا بڑا important مسئلہ تھا۔ بلوچ صاحب، آپ کا ایک مسئلہ تھا deep sea fishing وہ لینا ہے کہ نہیں لینا ہے۔

(مداخلت)

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب چیئرمین صاحب! وہاں صحافیوں کی پٹائی بھی ہو گئی ہے۔ خواتین پر لاٹھی چارج ہو گیا جی۔

میاں رضا ربانی۔ پنڈی میں اس وقت لاٹھی چارج ہو رہا ہے۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ یہ اس وقت ہنس رہے ہیں، گورنمنٹ والے ہنس رہے ہیں، سرکاری بنچوں پر قہقہے لگ رہے ہیں، عورتوں پر لاٹھی چارج ہوگیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ خواتین کی بے حرمتی ہو رہی ہے، لاٹھی چارج ہو رہا ہے، رہ گیا

گیا ہے۔ کس منہ سے پریس کی آزادی پر یقین رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ پھر کیا کرنا چاہ رہے ہیں۔

میاں رضا ربانی۔ جناب لاٹھی چارج ہو رہا ہے، خواتین کو مارا جا رہا ہے۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ وزیر داخلہ ہاؤس کو بتائیں کہ کیا بات ہوئی ہے اور کیوں ہوئی ہے۔ انہوں نے مجھ سے بات بھی پوچھی ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ بات کریں پھر آپ ایجنڈے پر چلیں گے کہ ان کی بات کا۔۔۔۔۔۔۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب یہ پتا نہیں، بات کیا بتاتے ہیں، یہ منحصر ہے بات کیا کہتے ہیں۔ یہ تو اس پر منحصر ہے۔

جناب چیئرمین۔ چلیں وزیر داخلہ صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جو سوال نماز سے پہلے اٹھایا گیا تھا اور اس پر میں نے اعتزاز احسن صاحب سے بات بھی کی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کہاں پر واقعہ ہوا ہے؟ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ راولپنڈی مریڑ چوک میں تو جناب میں نے سارا پتا کرایا ہے۔ پہلی بات تو میں وضاحت کے ساتھ کہنا چاہوں گا کہ under Ehtesab Act احتساب بیورو جس ایجنسی کو چاہے، جس صوبے کی جس ایجنسی کو چاہے استعمال کر سکتا ہے اور directly اسے کہہ سکتا ہے یہ action کرنے کے لئے۔ میں نے جو پتا کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہاں پر ایک ٹرک آ رہا تھا۔ پولیس والے اسے پکڑ کر تھانے لے گئے ہیں، ابھی تک یہی اطلاع ہے۔

(مداخلت)

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب یہ تو تصدیق clearly اب اس کے بعد، اب اس کے بعد پنجاب پولیس نے یہ کیا ہے یا احتساب سیل نے کیا ہے یا وزیر داخلہ کی کسی ایجنسی نے کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد، اس ہاؤس میں جب اتنی پہلے تشویش، اتنی آوازیں دکھ بھری، درد بھری گزارشات ہوگئیں۔ اتنے گونگے، بہرے حکمرانوں نے یہ سنیں، جب ان کو ہمارے جذبات سے واسطہ ہی کوئی نہیں، ہماری گزارشات سے، ہماری استدعات سے، ہماری منتوں، سماجتوں

سے تو ہمارے لئے ممکن نہیں کہ ہم اس وقت اس ہاؤس میں بیٹھیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن نے ایوان سے واک آؤٹ کیا)

جناب چیئرمین: راجہ صاحب اب کیا کریں - Private Members Day ہے اور انہوں نے واک آؤٹ کیا ہے - جی جاوید ہاشمی صاحب فرمائیے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

مخدوم محمد جاوید ہاشمی: جناب اس میں ایک ایجنڈا آئٹم تھا Drug Act کے حوالے سے، اقبال حیدر صاحب نے move کیا ہوا تھا - اس سلسلے میں، میں ان کے پاس گیا بھی ہوں اور ان کے سامنے یہ بات رکھی ہے کہ اس کو ہم Ordinance کی صورت میں لاچکے ہیں۔ نیشنل اسمبلی میں وہ Standing Committee کے پاس ہے - میں یہاں نہیں تھا، پہلے وہ یہاں آ چکا ہے -

جناب چیئرمین: وہ defer کر دیا تھا۔ ہم نے کہا تھا کہ آپ آئیں گے تو پھر اس کو لے لیں گے -جی چوہدری صاحب -

چوہدری شجاعت حسین: یہ آئٹم جو ایجنڈے پر تھا amendment کا، تو اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں amendment move کروں تاکہ وہ ہو جائیں۔

جناب چیئرمین: نہیں پتا چل جائے یہ ٹوکن واک آؤٹ ہے یا پورا ہے اور کوئی تقریر کرنا چاہتا ہے اس پر؟

چوہدری شجاعت حسین: کوئی نہیں کرنا چاہتا۔

جناب چیئرمین: کوئی نہیں کرنا چاہتا۔ ڈاکٹر صاحب آنا چاہتے ہیں تو آ جائیں - اگر کوئی نہیں کرنا چاہتا تو آپ move کریں جی میں کیا کروں۔

Ch. Shujaat Hussain: I hereby intend to move an amendment in the resolution moved by Ch. Aitzaz Ahsan and other Senators that before the word "concrete steps, the word "further" may be added.

Mr. Chairman: Yes. It has been moved by Ch. Shujat Hussain that in the above resolution the word....

Mr. Ghulam Qadir Chandio: Point of order sir.

جناب چیئرمین: جی فرمائیے - جی-

جناب غلام قادر چانڈیو: جناب چیئرمین کورم نہیں ہے -

جناب چیئرمین: کورم نہیں ہے جی گنتی کریں کہ کورم ہے کہ نہیں - آپ جائیں نہیں کیونکہ آپ جائیں گے تو پھر کورم والی بات ختم ہو جائے گی -

(مداخلت)

جناب چیئرمین: گنتی کریں جی کتنے ہیں - چلیں جی گھنٹی بجائیں جی -

(کورم کی گھنٹیاں بجنے لگیں)

جناب چیئرمین - کتنے ہو گئے ہیں اب؟

(counting was made)

جناب چیئرمین - اس وقت بھی کم ہیں - کورم پورا نہیں ہے but let's see کہ کوئی اور آ جاتا ہے کہ نہیں -

(Bells were ringing)

جناب چیئرمین- کیوں جی گنیں اب کتنے ہیں ؟ صفدر عباسی صاحب کا ایک پاؤں اندر ہے ایک باہر ہے - ان کو گننا ہے کہ نہیں گننا ؟

So the House is adjourned to meet again tomorrow at 4.30 p.m. OK.

(Then the House was adjourned to meet again on Tuesday, the 2nd of February, 1999 at 16:30 hrs.)